خاموش خدمت

مہر النساء اعجاز چنہ

کئی سو سال پہلے کی بات ہے، مدینہ منورہ کے کسی کونے میں ایک بڑھیا رہتی تھی۔ اس بیچاری کا خدا کے سوا کوئی نہ تھا۔ بے کس تھی، غریب تھی اور اندھی بھی تھی۔ کھانے پینے کا کوئی سہارا تھا، نہ پہننے کا آسرا۔ گھر اگرچہ بڑا نہیں تھا مگر پھر بھی صفائی کی ضرورت تھی۔ ہر طرف گرد اور کوڑا بکھرا پڑا تھا۔ دیواروں پر جالے لٹک رہے تھے۔ دیکھنے سے گھن آتی تھی، مگر بڑھیا صبر و شکر کے ساتھ دن پورے کر رہی تھی۔

ایک دن کوئی اللہ کا بندہ ادھر آ نکلا، اس نے بڑھیا کو دیکھا۔ بے کسی کی حالت میں چارپائی پر پڑی ہوئی، کپڑے گندے، گھر بھر میں کوڑے کے ڈھیر، نہ کوئی کھانے کی چیز، نہ پہننے کا کپڑا، پانی کا ایک گھڑا، وہ بھی سوکھا ہوا۔ وہ حیران ہوا کہ اس پر اب تک کسی نے توجہ کیوں نہیں دی؟ اس نے اپنے دل میں کچھ سوچا اور پھر چلا گیا۔ اگلے روز ابھی منہ اندھیرا ہی تھا کہ وہ شخص آیا۔ اس نے بڑھیا کے گھر میں جھاڑو دی، کوڑے کے ڈھیر اٹھا اٹھا کر باہر پھینکے، دیواروں کو جھاڑا، گھڑے کو دھو کر اس میں تازہ پانی بھرا، بڑھیا کا منہ ہاتھ دھلایا، روٹی اس کے آگے رکھی، عصا اس کی چارپائی کے پائے کے ساتھ لگا دیا اور چلا گیا۔ اب تو وہ شخص بلا ناغہ آتا، بڑھیا کے گھر کو جھاڑتا اور پوچھتا، پانی اور کھانا دے کر چلا جاتا۔ بڑھیا خدا کا شکر ادا کرتی اور اس نیک بندے کو دعائیں دیتی۔ اس طرح ایک مدت گزر گئی۔ نہ بڑھیا نے کبھی اس شخص سے اس کا اتا پتا

دریافت کیا، نہ اس شخص نے بڑھیا سے کوئی بات کی۔ بڑھیا کو اب اپنی بے کسی کا خیال تک نہ رہا تھا۔ وہ سمجھتی تھی کہ خدا نے اس شخص کے دل میں رحم ڈالا ہے اور اسے میری خدمت کے لیے بھیجا ہے۔ وہ پیٹ بھر کر روٹی کھاتی، تازہ پانی پیتی اور نماز پڑھ کر خوش ہوتی اور اسے دعائیں دیتی تھی۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ اندھی بڑھیا کو دیکھ کر اس کے پاس آئے۔ حال پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بڑھیا گھر میں اکیلی رہتی ہے۔ پھر بھی گھر صاف ستھرا ہے، گھڑا پانی سے بھرا ہوا ہے۔ حیران ہوئے اور بڑھیا سے پوچھا: ”بڑی بی! آپ تو اکیلی ہیں، بوڑھی ہیں، نابینا ہیں، پھر کون شخص آپ کے لیے جھاڑو دیتا ہے، کون پانی بھرتا اور روٹی لا کر دیتا ہے؟“ بڑھیا نے کہا: ”میں نہیں جانتی، بس اتنا معلوم ہے کہ ایک شخص منہ اندھیرے آتا ہے، گھر میں جھاڑو دیتا ہے، گھڑے میں تازہ پانی بھرتا ہے، روٹی سالن اپنے گھر سے لا کر میرے پاس رکھ دیتا ہے اور چلا جاتا ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”وہ نیک آدمی کون ہے؟“ بڑھیا نے جواب دیا: ”آنکھیں ہوتیں تو دیکھ لیتی، نہ اس شخص نے کبھی کچھ بتایا نہ میں نے کوئی بات پوچھی۔ خدا اسے اس بے لوث خدمت کا اجر دے۔“

اگلی رات کا تیسرا پہر تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر سے اٹھے، وضو کیا، تہجد پڑھی اور اس بڑھیا کے گھر کی طرف چل دیے۔ وہاں پہنچے تو ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔ ابھی تک بڑھیا کی خدمت کرنے والا شخص نہیں پہنچا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ آخر وہ شخص آیا۔ اس نے اپنے معمول کے مطابق پہلے گھر میں جھاڑو دی، پھر پانی بھرا، کھانا بڑھیا

کی چارپائی پر رکھا اور عصا صاف کر کے پائے کے ساتھ رکھ دیا۔ پھر جس خاموشی سے آیا تھا، اسی خاموشی سے چلا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غور سے دیکھا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جو امیرالمومنین اور خلیفۃ رسول اللہ تھے، اور ہر وقت خدمتِ خلق کے لیے کمربستہ رہتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر آہ بھری اور کہا: ''میں نیکی میں حضرت ابوبکر صدیق سے کبھی نہیں بڑھ سکوں گا۔ دنیا بھر کی نیکیاں شاید انہی کی قسمت میں لکھی ہیں۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔'' (بشکریہ: روزنامہ جسارت)

(Jasarat Magazine, January 06, 2013)

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]